OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

رؤیتِ ہلال کے متعلق غیر سرکاری کمیٹیوں کے فیصلے کا شرعی جائزہ
(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحقیقی جائزہ)

Sharia review of decision of non-government committees regarding Raut Hillal
(Research review in light of Islamic teachings)

Mufti Bakht Shaid
PhD Scholar, Department of Hadith & Its Sciences, International Islamic University, Islamabad
bakhtshaid@gmail.com

Dr.Gulzar Ali
Assistant Professor
Department of Islamic studies Abul Wali Khan University Mardan
gulzar@awkum.edu.pk

Abstract

Islam is religion of nature, therefore, lunar dates have been fixed for all the obligatory orders imposed in Islam associated with specific dates, because lunar calculation is easy and generally understood, and lunar dates belong to sighting the moon, that's why the moon sighting is necessary, so that the correct implementation on the related orders may be possible. The Shariah has authorized the Qadhi (Judge) to decide the moon sighting and take eyewitnesses from the people, and Qadhi is the person who is nominated by the ruler. In the beloved country Pakistan, the Central Ruet-e-Hilal Committee and its provincial sub-committees were established in 1972 C E. The basic tasks of these committees are sighting the crescent, taking witnesses from the general public and decision making after examining the testimony of witnesses.
This central committee is similar to the position of Qadhi in an Islamic State, and since its chairman has the authority to announce Ramadan and Eid for the whole country, therefore, it is obligatory for the whole country to follow this announcement and without any legitimate reason, disagreement with this decision is not permissible. But unfortunately, in some parts of the country, non-governmental committees are established, that make announcements of

Ramadan and Eid crescent after taking testimony from the people, although in the perspective of Shariah, they neither have the right and authority, nor permissible for the people to follow their announcement. As well as acting upon their announcement is cause of anarchy, aggression and conflict among the people.

In the article under consideration, the various aspects of this vital issue have been reviewed in the light of Shariah. Research based discussion has been made regarding the terms and conditions for Ruet-e-Hilal, its curriculum and decision-making authority.

Keywords: *Raut Hillal, non-government committees, Shariah*

اسلام دینِ فطرت ہے، اس لئے اس میں احکامِ شرعیہ کی بجاآوری کے لئے فطری اور طبعی امور کو مدِ نظر رکھا گیا ہے، تاکہ احکامِ الٰہیہ کی تعمیل میں کوئی خاطر خواہ دشواری پیش نہ آئے اور ہر شخص اپنی بساط کے مطابق اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کے دیئے ہوئے احکام اور ہدایات پر عمل پیرا ہو سکے۔ بہت سے دینی احکام کا تعلق کسی مخصوص وقت، تاریخ اور زمانے کے ساتھ ہے، جن پر عمل اسی مخصوص وقت اور تاریخ میں ہی ممکن ہے، مثلاً قرآن کریم نے جہاں سال میں ایک مہینہ روزہ رکھنے کو فرض قرار دیا وہاں اس کے لئے رمضان المبارک کے مہینے کی تعیین بھی خود ہی فرمائی، جس کی تصریح قرآن کریم نے یوں کی ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾[1] "تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے تو وہ اس کے روزے رکھے۔"

اسی طرح حج دینِ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ہے جس کی ادائیگی کے لئے ذی الحجہ کے مہینے کی مخصوص تاریخیں مقرر ہیں، چنانچہ اگر کوئی شخص نو ذی الحجہ کے زوال سے لے کر دس ذی الحجہ کے صبح صادق تک کے زمانے میں کسی وقت وقوفِ عرفات نہ کر سکے تو اس کا حج نہیں ہو گا چاہے اس نے باقی سارے کام کئے ہوں اور اس سے پہلے یا بعد میں کئی دنوں تک عرفات میں قیام بھی کیا ہو۔ جیسا کہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

> وأما زمانه فزمان الوقوف من حين تزول الشمس من يوم عرفة إلى طلوع الفجر الثاني من يوم النحر حتى لو وقف بعرفة في غير هذا الوقت كان وقوفه، وعدم وقوفه سواء؛ لأنه فرض مؤقت فلا يتأدى في غير وقته[2]

یعنی وقوفِ عرفہ کا وقت نو ذی الحجہ کے زوال سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے، اگر مقررہ وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں وقوف کرے گا تو اس کا وقوف کرنا اور نہ کرنا برابر ہے۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقع پر صاحبِ نصاب شخص پر قربانی لازم ہے جس کے لئے شریعت نے دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کی تاریخیں مقرر کر رکھی ہیں اگر کوئی شخص ان سے پہلے یا بعد میں قربانی کرے گا تو اس کی قربانی درست نہیں ہو گی اور نہ ہی اس کا ذمہ بری ہو گا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ شریعت نے جن احکام کے لئے مخصوص اوقات اور تاریخیں مقرر کی ہیں ان احکام کی بجاآوری کے لئے ان مخصوص اوقات کی رعایت بھی ضروری ہے، نیز دوسری اہم بات یہ ہے کہ اسلام نے جن احکام کو مخصوص تاریخوں کے ساتھ مقید کیا ہے تو اس حوالے سے

قمری تاریخوں کو معیار بنایا ہے کیونکہ قمری حساب آسان اور عام فہم ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مہینے کا حساب اور مقدار بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

"إنا أمة أمية، لا نكتب ولا نحسب، الشهر هكذا وهكذا» يعني مرة تسعة وعشرين، ومرة ثلاثين"[3]

"ہم ایک بے پڑھی لکھی قوم ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں، نہ حساب کرنا، مہینہ یوں ہے اور یوں ہے، آپ ﷺ کی مراد ایک مرتبہ انیتس دن تھی اور دوسری مرتبہ تیس دن۔"

رسول اللہ ﷺ نے مہینے کے دنوں کی تعداد بتلانے کے لئے عام فہم طریقہ اپناتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا اور ایک دفعہ تیس کا اشارہ فرمایا جبکہ دوسری دفعہ انیتس کا۔

حاصل یہ کہ بہت سے احکامِ شرعیہ کا تعلق قمری تاریخوں کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا حساب رکھنا لازم اور ضروری ہے ورنہ بہت سے احکامِ شرعیہ کی تعمیل ممکن نہیں ہو گی۔

رویتِ ہلال کی ضرورت واہمیت:

رویتِ ہلال سے مراد چاند دیکھنا ہے، ہر قمری مہینے کے چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ قمری تاریخوں کا تعین رہے، بالخصوص رمضان اور عیدین کے چاند کا دیکھنا تو ازحد ضروری ہے ورنہ رمضان کے روزوں کی بروقت ادائیگی، عید الفطر وعید الاضحیٰ اور حج کی بجاآوری ممکن نہ رہے گی، علامہ عبد الغنی میدانیؒ فرماتے ہیں:

(وينبغي للناس) أي يجب. جوهرة (أن يلتمسوا الهلال في اليوم التاسع والعشرين من شعبان) وكذا هلال شعبان لأجل إكمال العدة-[4]

"لوگوں پر واجب ہے کہ انیتس شعبان کو چاند دیکھیں، اسی طرح شعبان کا چاند دیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ شعبان کا حساب رکھا جاسکے۔"

یعنی چاند دیکھنے کا اہتمام اس لئے ضروری ہے کہ اگر کسی وجہ سے انیتس تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو سابقہ حساب سے تیس روز پورے کرکے اگلے دن نئے مہینے کا اعلان کیا جاسکے، اس سے واضح ہوا کہ قمری مہینوں کا حساب رکھنا فی الجملہ واجب اور ضروری ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"ولا شك في وجوبه على الناس وجوب كفاية"[5]

اس میں کوئی شک نہیں کہ چاند دیکھنا واجب علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگ اس کا اہتمام کریں گے تو سب کا ذمہ بری ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی شخص چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرے گا تو سب گناہ گار ہوں گے۔ اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اصل معیار رویتِ ہلال کو قرار دیا ہے البتہ عذر اور مجبوری کی صورت میں حساب پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غبي عليكم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين[6]

"چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور دیکھنے پر افطار کرو، اگر تمہیں نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لا تصوموا حتى تروا الهلال ولا تفطروا حتى تروه فإن غم عليكم فاقدروا له[7]

"روزہ نہ رکھو جب تک کہ چاند نظر نہ آئے اور نہ عید مناو جب تک چاند نظر نہ آئے، اگر (بادل وغیرہ کی وجہ سے) چاند نظر نہ آئے تو حساب کرو۔" مذکورہ روایات سے کئی امور مستفاد ہوئے:

1۔ چاند دیکھنے کا اہتمام ضروری ہے۔

2۔ عیدین اور رمضان وغیرہ میں اصل دار و مدار رویتِ ہلال (چاند نظر آنے) پر ہے۔

3۔ چاند کا نظر آنا ہی معتبر ہے، اس کی پیدائش اور نفسِ وجود کافی نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں رویت کو معیار قرار دیا ہے۔

4۔ اگر موسمی خرابی کے باعث چاند نظر نہ آسکے تو حساب پر اعتماد کیا جائے یعنی مہینے کے تیس دن پورے کر کے نئے مہینے کا اعتبار کیا جائے۔

5۔ رویتِ ہلال کسی مخصوص طبقے یا شخص کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ سب لوگوں کو اپنی بساط کے مطابق کوشش کرنی چاہئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ عام ہیں، البتہ جب کچھ لوگ اس کا اہتمام کرلیں تو باقی کا ذمہ ساقط ہو جائے گا کیونکہ بعض لوگوں کے اہتمام سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

رویتِ ہلال کے لئے شہادت کی شرط

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ رمضان اور عیدین میں اصل رویت ہے تو اب یہ بات غور طلب ہے کہ کیا ہر شخص کی رویت قابلِ عمل ہے اور جب بھی کوئی چاند دیکھ لے تو وہ رمضان و عید کا فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے فقہاء کرام کا کلام بالکل واضح ہے کہ رویتِ ہلال بالفاظِ دیگر رمضان اور عیدین کا اعلان کرنا ہر کسی کا منصب اور دائرہ کار نہیں ہے بلکہ یہ اختیار قاضی کو حاصل ہے کہ وہ لوگوں سے گواہی لے کر اس کے مطابق رویت ہونے یا نہ ہونے کا اعلان کرے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بذاتِ خود رمضان کا چاند دیکھ لے مگر قاضی کسی وجہ سے اس کی گواہی رد کرے تو اس پر تو لازم ہے کہ روزہ رکھے مگر اس کے گھر والوں پر بھی اس کی رویت کی وجہ سے روزہ رکھنا لازم نہیں ہے جبکہ اگر کوئی شخص عید کا چاند دیکھ لے اور قاضی اس کی گواہی کسی وجہ سے قبول نہ کرے تو یہ خود بھی عید نہیں منا سکتا بلکہ قاضی کے فیصلے کے بعد ہی عید منائے گا۔ علامہ مرغینانیؒ اس کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"ومن رأى هلال الفطر وحده لم يفطر احتياطا وفي الصوم الاحتياط في الإيجاب."[8]

"جو شخص عید کی چاند اکیلے دیکھ لے تو وہ احتیاط پر عمل کرتے ہوئے عید نہیں کرے گا اور رمضان کا چاند دیکھنے کی صورت میں روزہ رکھنے میں احتیاط ہے۔"

لٰہذا جہاں پر قاضی موجود ہو وہاں رمضان اور عید کے اعلان کا اختیار اسی کو ہو گا، اور اسی کے اعلان کے مطابق لوگوں کو عمل کرنا ہو گا۔ البتہ جہاں مسلمان قاضی موجود نہ ہو تو وہاں کے لوگ کسی ثقہ اور معتمد شخص کے قول پر عمل کر سکتے ہیں۔

علامہ ابن الہمامؒ چاند دیکھنے والوں کی تعداد، رویتِ ہلال کے مسئلے میں گواہی، اور گواہی دینے والے کی عدالت کی بحث ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

وعلى هذا فما ذكروا من أن من رأى هلال رمضان في الرستاق وليس هناك وال ولا قاض، فإن كان ثقة يصوم الناس بقوله، وفي الفطر إن أخبر عدلان برؤية الهلال لا بأس بأن يفطروا يكون الثبوت فيه بلا دعوى، و حكم للضرورة، أرأيت لو لم ينصب في الدنيا إمام ولا قاض حتى عصوا بذلك أما كان يصام بالرؤية فهذا الحكم في محال وجوده.[9]

"فقہاء کرامؒ نے جو مسئلہ ذکر کیا ہے کہ جو آدمی کسی دیہات میں چاند دیکھ لے جہاں کوئی قاضی یا حاکم نہ ہو، تو اگر یہ آدمی بااعتماد ہو تو لوگ اس کے کہنے پر روزہ رکھیں گے اور عید کے بارے میں اگر دو آدمی چاند دیکھنے کی خبر دیں تو ان کی بات پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہاں پر ضرورت کی وجہ سے عید کا ثبوت بغیر دعویٰ اور حکمِ حاکم کے ہو گا، کیونکہ اگر بالفرض پوری دنیا میں کوئی مسلمان حاکم اور قاضی نہ ہو یہاں تک کہ اس کی وجہ سے لوگ گناہ گار ہو چکے ہوں تو کیا صرف رویتِ ہلال کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا جائے گا؟ لٰہذا یہ حکم (رمضان اور عید کے ثبوت کے لئے گواہی اور حکمِ حاکم کا شرط ہونا) ان علاقوں کا ہے جہاں حاکم اور قاضی موجود ہو۔"

علامہ ابن الہمامؒ کی مذکورہ تصریح اور اسے ماقبل کی عبارات سے کئی اہم مسائل ثابت ہوتے ہیں:

1۔ رمضان اور عید کا اعلانِ عام کرنا حاکم اور قاضی کا کام ہے۔

2۔ قاضی کے حکم کا دار و مدار بااعتماد افراد کی گواہی پر ہے، جس کے نصاب کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

3۔ جن علاقوں میں حاکم یا قاضی نہ ہو (جیسے غیر مسلم ممالک) وہاں کے لوگ ثقہ اور بااعتماد لوگوں کی رویت پر رمضان اور عید منا سکتے ہیں۔

مفتی محمد شفیعؒ رویتِ ہلال کے لئے شہادت کی شرط کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"عام طور پر رویتِ ہلال کے معاملہ کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے شہادت کا معاملہ قرار دیا ہے، البتہ رمضان کے چاند میں خبر کو کافی سمجھا ہے بشرطیکہ خبر دینے والا ثقہ مسلمان ہو۔۔۔۔ رمضان کے علاوہ دوسرے ہر چاند کی شہادت کے لئے نصابِ شہادت اور اس کی تمام شرائط کو ضروری قرار دیا گیا اور سب

فقہاءِ امت کا اس پر اتفاق ہے، اور سننِ دارِ قطنی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہلالِ عید کے لئے دو آدمیوں سے کم کی شہادت کافی نہیں قرار دی۔"[10]

رمضان کے چاند میں خبر کے کافی ہونے کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مندرجہ ذیل روایت ہے:

«ترائى الناس الهلال،» فأخبرت رسول الله صلى الله عليه وسلم، أني رأيته فصامه، وأمر الناس بصيامه"[11]

لوگوں نے چاند دیکھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

علامہ طحطاویؒ ہلالِ رمضان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

و قبل بلا دعویٰ و بلا لفظ أشهد و بلا حكم و مجلس قضاء لأنه خبر لا شهادة، قال في البحر لأن صوم رمضان أمر ديني فأشبه رواية الاخبار للصوم مع علة كغيم و غبار خبر عدل او مستور.[12]

آسمان پر بادل ہونے کی صورت میں رمضان کے لئے ایک عادل یا مستور الحال شخص کی گواہی قبول کی جائے گی اور اس کے لئے نہ دعویٰ کی ضرورت ہے، نہ گواہی کے الفاظ، اور نہ حکم اور مجلسِ قضاء کی، کیونکہ یہ خبر ہے گواہی نہیں ہے، بحر میں لکھا ہے کہ رمضان کا روزہ دینی معاملہ ہے لہٰذا رمضان کی خبر دینے والے کی خبر روایتِ احادیث سے مشابہت رکھتی ہے۔

عید کے بارے میں علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

(وشرط للفطر) مع العلة و العدالة (نصاب الشهادة ولفظ أشهد) وعدم الحد في قذف لتعلق نفع العبد لكن (لا) تشترط (الدعوى)[13]

عید کے لئے آسمان ابر آلود ہونے کی صورت میں گواہوں کا عادل ہونا، نصابِ شہادت اور گواہی کے الفاظ ضروری ہیں، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ گواہ محدود فی القذف نہ ہو، کیونکہ اس کے ساتھ بندے کا فائدہ متعلق ہے البتہ دعویٰ شرط نہیں ہے۔

حاصل یہ کہ موسم کی خرابی کی صورت میں اگرچہ رمضان کے لئے ایک شخص کی خبر کافی ہے اور اس میں لفظِ شہادت، اور مجلسِ قضاء شرط نہیں ہے مگر اس میں بھی شہادت کی دیگر شرائط کا پایا جانا (یعنی خبر دینے والے کا مسلمان، عاقل، بینا، عادل یا مستور ہونا) لازمی ہے۔ جبکہ عام حالات میں رمضان اور عید دونوں کے لئے شہادت کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، جن میں گواہ کا مسلمان، عاقل، بینا، عادل یا مستور ہونا، لفظِ شہادت اور مجلسِ قضاء ضروری ہے۔

رمضان اور عید کے لئے نصابِ شہادت:

اس مسئلے میں موسمی حالات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے چنانچہ اگر موسم صاف ہو، فضا گرد آلود نہ ہو اور نہ ہی آسمان ابر آلود ہو تو ایسی صورت میں رمضان اور عید دونوں کے لئے پوری جماعت کی گواہی ضروری ہے جو قاضی کے سامنے اس بات کی گواہی دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے، جماعت کی مقدار میں کئی اقوال ہیں مگر راجح یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق قاضی کے یقین کے ساتھ ہے یعنی اتنے افراد کا ہونا ضروری ہے جن کی گواہی سے قاضی کو اطمینان اور یقین حاصل ہو جائے کہ چاند نظر آگیا ہے، اور ظاہر ہے یہ قاضی اور گواہوں کے اعتبار سے کم و بیش ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر موسم خراب ہو، آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں جس کی وجہ سے چاند کا نظر آنا مشکل ہو تو رمضان کے لئے ایک عادل شخص کی گواہی کافی ہے جبکہ عید کے لئے کم از کم دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے۔ علامہ علاء الدین کاسانیؒ رویتِ ہلال کی بعض صورتوں کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

وأما الثاني: وهو بيان ما يعرف به وقته، فإن كانت السماء مصحية يعرف برؤية الهلال، وإن كانت متغيمة يعرف بإكمال شعبان ثلاثين يوما. . . . وكذلك إن غم على الناس هلال شوال أكملوا عدة رمضان ثلاثين يوما، لأن الأصل بقاء الشهر وكماله، فلا يترك هذا الأصل إلا بيقين على الأصل المعهود، أن ما ثبت بيقين لا يزول إلا بيقين مثله، فإن كانت السماء مصحية ورأى الناس الهلال صاموا وإن شهد واحد برؤية الهلال لا تقبل شهادته ما لم تشهد جماعة يقع العلم للقاضي بشهادتهم، في ظاهر الرواية ولم يقدر في ذلك تقديرا وروي عن أبي يوسف أنه قدر عدد الجماعة بعدد القسامة خمسين رجلا، وعن خلف بن أيوب أنه قال: خمسمائة، ببلخ قليل-[14]

"اگر آسمان صاف ہو تو رمضان کا علم چاند دیکھنے سے ہو گا اور اگر آسمان ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرنے پر رمضان شروع ہو گا۔ (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔) اسی طرح اگر لوگوں کو شوال کا چاند نظر نہ آسکے تو رمضان کے تیس دن پورے کریں گے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ مہینہ باقی ہو لہٰذا اس اصل کی مخالفت نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ اس کے خلاف یقین حاصل ہو جائے جیسا کہ معروف اصول ہے کہ یقین ختم نہیں ہوتا مگر اس جیسے یقین کے ساتھ۔ اگر آسمان صاف ہو اور لوگ چاند دیکھ لیں تو وہ روزہ رکھیں گے اور اگر ایک شخص چاند دیکھنے کی گواہی دے تو ظاہر الروایت میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ ایک ایسی جماعت گواہی نہ دے جن کی گواہی سے قاضی کو یقین حاصل ہو جائے، اور اس حوالے سے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے، بلکہ قاضی کے یقین پر دار و مدار ہے۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے پچاس آدمیوں کی شرط لگائی ہے، جیسا کہ قسامت میں ہوتا ہے۔ خلف بن ایوبؒ فرماتے ہیں کہ بلخ جیسے شہر میں پانچ سو آدمی بھی کم ہیں۔

وإن كان بالسماء علة غيم أو غبار أو نحوهما مما يمنع الرؤية قبل شهادة الواحد العدل، والحر والعبد والمرأة في ذلك سواء - - - فإن كان بالسماء علة قبل شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، وإن لم يكن بها علة فجمع كثير، وذو الحجة كشوال.[15]

"اگر آسمان میں بادل یا فضاء میں گرد و غبار ہو جو رویتِ ہلال میں رکاوٹ بنتا ہو تو ایسی صورت میں رمضان کے لئے ایک عادل شخص کی گواہی قبول کی جائے گی، اس معاملے میں آزاد، غلام، مرد اور عورت سب برابر ہیں۔ اور شوال کی چاند کے وقت اگر آسمان صاف نہ ہو تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی، اگر آسمان میں بادل نہ ہوں تو بڑی جماعت کی گواہی ضروری ہے۔ ذوالحجہ کے چاند کا حکم بھی شوال جیسا ہے۔"

رویتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

1972ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے چاند دیکھنے کے لئے رویتِ ہلال کمیٹی کی تشکیل کے لئے ایک قرارداد منظور کی، جس کے نتیجے میں مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی وجود میں آگئی، جس میں ہر مکتبۂ فکر کے جید علماء کو بطورِ رکن شامل کیا گیا، اور ان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ شرعی قواعد کے مطابق ماہِ رمضان، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے چاندوں کے بارے میں تحقیق کریں، اور ان کے نظر آنے یا نہ آنے کا باضابطہ اعلان مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا چیئرمین ٹیلی ویژن پر بھی کرے۔ حکومتِ پاکستان کے حکم کے مطابق مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی نے ہر صوبہ میں زونل کمٹیاں مقرر کیں، نیز ہر ضلع میں ضلعی رویتِ ہلال کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔[16] چونکہ یہ کمیٹیاں حکومتِ وقت کی اجازت بلکہ حکم سے بنائی گئیں ہیں، اور انہیں شرعی قواعد کے مطابق چاند نظر آنے یا نہ آنے اور لوگوں سے گواہی لینے کا اختیار دیا گیا ہے اس لئے ان کمیٹیوں کی حیثیت شرعی قاضی کی ہو گی، جس کا فیصلہ رویتِ ہلال کے متعلق معتبر ہو گا، اور چونکہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین کو چاند نظر آنے یا نہ آنے کے اعلان کا بھی اختیار دیا گیا ہے اس لئے اس کا اعلان حاکمِ وقت کے نائب کی حیثیت سے پورے ملک کے لئے واجب العمل بھی ہو گا۔ جس کے متعلق مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں:

"کسی اعلیٰ افسر کو صدرِ مملکت کی طرف سے فیصلۂ ہلال کے اعلان کرنے کا مجاز بنا کر اختیار دے دیا جائے کہ وہ ہلال کا فیصلہ نشر کرنے میں صدرِ مملکت کا قائم مقام متصور ہو کیونکہ صدرِ مملکت کے سوا کسی عالم یا افسر کا فیصلہ پورے ملک کے لئے واجب التعمیل نہیں ہو سکتا۔"[17]

مذکورہ تفصیل کی رو سے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کا اعلان اور فیصلہ پورے ملک کے لئے نافذ العمل ہے اور ملکی باسیوں کے لئے ضروری ہے کہ سرکاری کمیٹی کے اعلان کے مطابق روزہ رکھیں اور عید منائیں۔

غیر سرکاری کمیٹیوں کے اعلان کا شرعی جائزہ

جو کمیٹیاں حکومتِ وقت کی اجازت کے بغیر کام کر رہی ہیں جنہیں غیر سرکاری یا نجی کمیٹیاں کہا جاتا ہے، انہیں شرعاً قاضی کی حیثیت حاصل نہیں ہے، کیونکہ قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حکومت کی طرف سے نامزد ہو، چنانچہ قاضی کی مشہور فقہی تعریف یہ ہے:

القاضي: بكسر الضاد ج قضاة، من نصبه ولي الامر لفصل الخصومات بين الناس.(Judge ،magistrate Qadi)[18]

"قاضی اس کو کہتے ہیں جس کو حاکم نے لوگوں کے اختلافات اور تنازعات کے فیصلوں کے لئے مقرر کیا ہو۔"

چونکہ مذکورہ کمیٹیاں کسی حاکم اور صدرِ مملکت کی طرف سے نامزد نہیں ہوتیں اس لئے ان پر قاضی کا اطلاق نہیں ہو سکتا، جس کی وجہ سے انہیں فیصلہ کرنے اور لوگوں سے گواہی لینے کا اختیار حاصل نہیں ہے، لہٰذا از روئے شرع انہیں یہ اجازت نہیں ہے کہ رمضان اور عید کا اعلان کریں، اور نہ ہی لوگوں کے لئے ان کے اعلان پر عمل کرنا درست ہے۔ اس حوالے سے ملک کے معروف جامعہ اور دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

"ریاست کی طرف سے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی اور اس کی ذیلی صوبائی کمیٹیوں کے ہوتے ہوئے متوازی غیر سرکاری کمیٹیوں کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے، اور نہ ان کے فیصلوں کے مطابق عمل کرنا اور کروانا درست ہے، کیونکہ ریاست کی طرف سے جو مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی قائم ہے اس کی حیثیت قاضی کی ہے اور شرعاً چاند کی رویت کے اعلان کی ولایت اسے ہی حاصل ہے، لہٰذا اگر مرکزی کمیٹی رمضان یا عید کے چاند نظر آنے کا اعلان کرے تو یہ فیصلہ ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس فیصلے کے مطابق عمل کرنا تمام اہلِ پاکستان کے لئے ضروری ہے، اور اس کے خلاف کرنا جائز نہیں ہے۔"[19]

غیر سرکاری کمیٹیوں کے اعلان پر عمل کرنے کے مفاسد

غیر سرکاری کمیٹیوں کے اعلانات کے مطابق رمضان اور عید منانے اور ان کے فیصلوں پر عمل کرنے میں بہت سے مفاسد اور خرابیاں ہیں، جن میں چند کی نشان دہی ذیل میں کی جاتی ہے:

1: حکمِ حاکم کی خلاف ورزی:

جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کی حیثیت قاضی اور حاکم کی ہے اور اس کے اعلان پر عمل کرنا لازمی ہے، جبکہ غیر سرکاری کمیٹیوں کا اعلان عموماً ان کے خلاف ہوتا ہے لہٰذا ان کے فیصلوں پر عمل کرنے میں حکمِ حاکم کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے جس سے شریعتِ مطہرہ میں منع کیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره، ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة»[20]

"مسلمان پر حکمران کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے ان امور میں بھی جو اس کے پسند کے ہوں اور ان امور میں بھی جو اس کے ناپسندیدہ ہوں، جب تک کہ نافرمانی کا حکم نہ کیا جائے، جب نافرمانی کا حکم کیا جائے تو پھر نہ اس کے سننے کی گنجائش ہے اور نہ اس کی اطاعت اور تابعداری کی۔"

اسی طرح مشہور فقہی قاعدہ ہے:

"طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة"[21]

"جائز کاموں میں حاکم کی اطاعت واجب ہے۔"

اور ظاہر ہے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کسی ناجائز اور غیر شرعی کام کا حکم نہیں کرتی بلکہ رمضان اور عید کے چاند نظر آنے کا اعلان کرتی ہے۔ جس کے لئے ہماری تحقیق اور معلومات کے مطابق شرعی ضوابط اور قواعد کا پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

2: حکمِ شرعی کی مخالفت:

رمضان کے روزے رکھنے اور شریعت کے احکام کے مطابق عید منانے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کا حصول ہے، لیکن اگر اس میں کسی ایسے عمل کا ارتکاب کیا جائے جو شریعت سے متصادم ہو تو بجائے ثواب کے گناہ کا باعث ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی بجائے اس کی ناراضی لازم آئے گی۔ اور ظاہر ہے کہ شرعی قاضی کے حکم کے خلاف رمضان اور عید کا فیصلہ کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے میں شریعت کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے، لہٰذا اس طرزِ عمل سے اجتناب لازم ہے۔

3: انتشار وافتراق:

شریعت میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد واتفاق کو نہایت اہمیت حاصل ہے، اور ہر اس عمل سے بچنے کی تاکید ہے جو مسلمانوں کے درمیان افتراق وانتشار کا باعث ہو۔ حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إنه ستكون هنات وهنات، فمن أراد أن يفرق أمر هذه الأمة وهي جميع، فاضربوه بالسيف كائنا من كان»[22]

"عنقریب فسادات اور فتنے رونما ہوں گے، پس جو شخص مسلمانوں کے معاملات میں جب کہ وہ متفق و متحد ہوں، تفریق پیدا کرنا چاہے تو اس کی گردن تلوار سے اڑا دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔"

اس حدیث سے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ سامنے آتی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کی کوشش کس قدر ضروری اور ناگزیر ہے اور مسلمانوں میں افتراق وانتشار کی فضاء پیدا کرنا کس قدر خطرناک اور بڑا جرم ہے؟ لہٰذا مسلمانوں کے اتفاق کی خاطر پاکستان کے تمام باشندوں پر لازم ہے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے فیصلوں کے مطاق عمل کریں۔ غیر سرکاری کمیٹیوں کے فیصلوں کے نتیجے میں مسلمانوں میں انتشار و افتراق کی جو فضاء قائم ہوتی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے، چنانچہ جب رمضان اور عید الگ الگ ہوں تو کئی دنوں تک الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا پر یہ بحث گرم رہتی ہے۔ اس حوالے سے یہ امر بھی مشاہد ہے کہ بسا اوقات ایک ہی گھر میں کچھ لوگ روزے سے ہوتے ہیں جبکہ دیگر افراد عید منا رہے ہوتے ہیں۔ دار العلوم کراچی کے فتویٰ میں افتراق وانتشار کی کیفیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر ہے:

"متوازی کمیٹیوں کے اعلانات کے مطابق عمل کرنے سے عوام میں فتنہ وانتشار پیدا ہوتا ہے، قتل و قتال تک نوبت آجاتی ہے، لوگ دین اور اہلِ دین کے بارے میں شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں، اور سوءِ ظن میں مبتلا ہو جاتے ہیں، جس کا مشاہدہ ہر سال رمضان اور عیدین کے موقع پر ان علاقوں میں ہوتا ہے جہاں متوازی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔"[23]

بعض لوگ غیر سرکاری کمیٹیوں کے جواز کے لئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ چونکہ سرکاری کمیٹی شرعی قواعد کے مطابق عید اور رمضان کا فیصلہ نہیں کرتی بلکہ حکومت کے کہنے کے مطابق فیصلہ کرتی ہے، یہ بات دور از حقیقت ہے اور سوءِ ظن اور پروپیگنڈے کے سوا کچھ نہیں۔ اسی حوالے سے مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے سابقہ چیئرمین اور نامور مصنف وعالمِ دین پیر کرم شاہ الازہریؒ لکھتے ہیں:

"حکومت نے رویتِ ہلال کمیٹی صرف اور صرف اس مقصد کے لئے مقرر کی ہے کہ وہ احکامِ شرعی کے مطابق چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرے۔ میں اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر پورے وثوق سے یہ اعلان کر سکتا ہوں کہ میرا تعلق اس کمیٹی سے 1972ء سے ہے جب یہ قائم کی گئی تھی اس وقت سے لے کر آج تک کسی حاکم نے اعلیٰ ہو یا ادنیٰ صراحۃً تو کجا اشارۃً اور کنایۃً بھی کبھی ہمیں یہ تاثر نہیں دیا کہ اس بار رمضان اور عید کے بارے مین اس قسم کا فیصلہ کرو۔ اگر ایسا ہوتا تو رویتِ ہلال کمیٹی کے فاضل اور غیور ارکان بلا ادنیٰ تامل اس کمیٹی سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے۔"[24]

خلاصہ بحث:

1۔ جن احکامِ شرعیہ کا تعلق کسی خاص تاریخ کے ساتھ ہے ان میں شریعت نے قمری تاریخوں کا اعتبار کیا ہے۔

2۔ قمری تاریخوں کا حساب رکھنا اور چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا فرضِ کفایہ ہے تاکہ متعلقہ احکامِ شرعیہ کی بروقت ادائیگی ممکن ہو سکے۔

3۔ اگر آسمان ابر آلود ہو تو رمضان کے لئے ایک عادل شخص کی گواہی کافی ہے جبکہ عید کے لئے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری ہے، جبکہ صاف موسم میں جمِ غفیر (بڑی جماعت) ضروری ہے جن کی گواہی سے قاضی کو اطمینان حاصل ہو جائے۔

4۔ رمضان کے علاوہ ہر مہینے کے چاند کے لئے نصابِ شہادت اور گواہی کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، جبکہ رمضان کے لئے ایک شخص کی شہادت بھی کافی ہے مگر رمضان کے اعلانِ عام کا اختیار بھی صرف قاضی اور حاکم کو حاصل ہے۔

5۔ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کو قاضی کی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ وہ حکومت کی طرف سے نامزد اور مجاز ہے، نیز چونکہ کمیٹی کے چیئرمین کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پورے ملک کے لئے رمضان اور عید کا اعلان کرے لہٰذا اس کے اعلان کے مطابق پورے ملک کے باشندوں پر عمل کرنا لازم ہے، جب تک اس کا اعلان احکامِ شرعیہ کے خلاف نہ ہو۔

6۔ غیر سرکاری کمیٹیوں کو چونکہ ولایت حاصل نہیں ہے لہٰذا ان کے اعلان پر رمضان اور عید منانا جائز نہیں ہے۔

7۔ حکمِ حاکم کی تابعداری اور افتراق و انتشار سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق ہی عمل کیا جائے۔

تجاویز:

وطنِ عزیز پاکستان میں یہ مسئلہ عرصہ دراز سے درپیش ہے کہ حکومتی کمیٹی کے متوازی غیر سرکاری کمیٹیاں قائم ہیں جو باقاعدہ رمضان اور عید کا اعلان کرتی ہیں، جس کا شرعی جائزہ سطورِ بالا میں پیش کیا گیا۔ اب اس مسئلے کے حل کے لئے چند تجاویز ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

1۔ اس مسئلے کی اہمیت کے پیشِ نظر جانبین کے جید علماء کرام کے مذاکرات کئے جائیں جو اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈال کر مسئلے کے ہر پہلو کو منقح کریں۔

2۔ الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا کا مثبت استعمال اس سلسلے میں مفید اور کارآمد ہو سکتا ہے جس کی ایک صورت یہ ہے کہ اس مسئلے کی اہمیت اور شرعی حیثیت کو عوام کے سامنے شرعی دلائل کے ساتھ پیش کیا جائے۔

3۔ جن علاقوں میں متوازی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں وہاں کے معتدل اہلِ علم کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ وہ منبر و محراب کو اس اہم مسئلے کے لئے استعمال کریں، اور لوگوں کو سرکاری کمیٹی کی اہمیت سے باخبر کریں۔

4۔ غیر سرکاری کمیٹیوں کے اراکین کے جو اشکالات اور تحفظات ہیں انہیں سن کر قابلِ عمل حل تجویز کیا جائے تاکہ امتِ مسلمہ عموماً اور وطنِ عزیز کے باسی خصوصاً اس افتراق اور انتشار سے بچ سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1]البقرۃ:185

Al-Baqarah, 185.

[2] بدائع الصنائع، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587ھ)، دار الكتب العلمية، ط:2، 1406ھ - 1986م، ج:2، ص:126

Bada e al Sanae, Alauddin, Abu Bakr bin Masood, Al-Kasani, Dar ul Kutub al-Ilmiyah, 2:126

[3]صحیح البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي، دار طوق النجاة، مصر، ط:1، س:1422ھ - باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: «لا نكتب ولا نحسب»، (3/ 27)

Sahih ul Bukhari, Muhammad bin Ismail AL-Bukhari, Dar e Toq ul Najat, Egypt, 3:27

[4]اللباب في شرح الكتاب، عبد الغني الدمشقي الميداني، دار الكتاب العربي، بيروت، س ن، ص:85

Al-Lubab fi Sharh el Kitab, Abdul Ghani Al-Maidani, Dar ul Kutub al-Ilmiyah, Beirut, P: 85.

[5]البحر الرائق، ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم المصري (المتوفى: 970ھ)، دار الكتاب الإسلامي، بيروت، ط:2، س ن، ج:2، ص:284

Al-Bahr ur Raiq, Ibn e Nujaim, Zain ud din bin Ibrahim, Dar ul Kitab al-Islami, Beirut, 2:284

[6] صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة، بيروت، ط: 3، 1407ھ، باب قول النبي صلى الله عليه و سلم (إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا)، رقم: 1810، ج:2، ص: 674

Sahih ul Bukhari, Muhammad bin Ismail AL-Bukhari, Dar Ibn e Kaseer, Beirut, 2:674

[7] صحيح البخاري، دار ابن كثير ، اليمامة، بيروت، ط:3، 1407، باب قول النبي صلى الله عليه و سلم (إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا)، رقم الحديث: 1807، ج:2، ص:674

Sahih ul Bukhari, Muhammad bin Ismail AL-Bukhari, Dar Ibn e Kaseer, Beirut, 2:674

[8]الهداية، علي بن أبي بكر المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593ھ)، دار احياء التراث العربي، بيروت، س ن، ج:1، ص:119

Al-Hidaya, Ali bin Abi bakar, Al-Marghinani, Dar e Ihya al Turath Al-Arabi, Beirut, 1: 119

[9] فتح القدیر، ابن الھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسي (المتوفى: 861ھ -)، دار الفکر، س ن، ج:2، ص: 325

Fath ul Qadeer, Ibn ul Hummam, Kamal ud din, Muhammad bim Abdulwahid, Dar ul fikr, Beirut, 2:325

[10] رویتِ ہلال، مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف، کراچی، ط:1981ء، ص:39

Royat e Hilal, Mufti Muhamad Shafi, Idaratul maarif, Karachi, 1981, p:39

[11] سنن أبي داود، أبو داود سلیمان بن الأشعث السِّجِستاني (المتوفى: 275ھ -)، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، رقم:2342، ج:2، ص: 302

Sunan e Abi Daood, Abu Dawood Sulaiman bin Ashas, Al-Maktaba tul Asriya, Beirut, 2:302

[12] حاشیۃ الطحطاوي علی الدر المختار، السید احمد الطحطاوي، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، س ن، ج:1، ص:446

Hashiat ul Tahtavi, Ala durr el Mukhtar, Sayyed Ahmad Tahtavi, Maktaba Rashidiyah, Quetta, 1:446

[13] الدر المختار، محمد علاء الدین الحصکفي، دار الثقافۃ والتراث، دمشق، ط:1، 1421ھ، ج:6، ص:233

Al-Dur rul Mukhtar, Muhammad Alauddin Haskafi, Dar ul Saqafa wat turath, Damascus, 6:233

[14] بدائع الصنائع، علاء الدین، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587ھ -)، دار الكتب العلمية، بيروت، ط:2، 1406ھ -، ج:2، ص:80

Bada e al Sanae, Alauddin, Abu Bakr bin Masood, Al-Kasani, Dar ul Kutub al-Ilmiyah, 2:80

[15] الاختيار لتعليل المختار، عبد الله بن محمود الموصلي (المتوفى: 683ھ)، مطبعة الحلبي، القاهرة، 1356ھ / 1937 م، ج:1، ص: 129، 130

Al-Ikhtiyar, Abdullah bin Mahmood Al-Moosili, Matbat ul Halabi, Qahira, 1937, 1:129,130

[16] رویتِ ہلال اور اس کا شرعی ثبوت، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ط:1405ھ، ص:5،6

Royat e Hilal aur us ka Shari Suboot, Peer Muhammad Karam Shah Al-Azhari, Zia ul Quran Publications, Lahore, 1405AH, p:5,6

[17] رویتِ ہلال، مفتی محمد شفیع، ادارۃ المعارف، کراچی، ط:1981ء، ص:39

Royat e Hilal, Mufti Muhamad Shafi, Idaratul maarif, Karachi, 1981, p:39

[18] معجم لغة الفقهاء، د محمد روا قلعة جي، دار النفائس، بيروت، ط:2، 1408 ه -(ص:354)

Mujamu Lughat ul Fuqaha, Dr. Muhammad Rawwad Qala ji, Dar ul Nafais, Beirut, 1408AH, p:354

[19] فتویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی، فتویٰ نمبر، 18/1742، تاریخ 12 ستمبر 2015ء

Fatwa Jamia Dar ul Uloom Karachi, Fatwa no: 18/1742, 12Sep 2015.

[20] صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري، دار طوق النجاة، ط:1، 1422هـ، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، رقم: 7144، ج: 9، ص: 63

Sahih ul Bukhari, Muhammad bin Ismail AL-Bukhari, Dar e Toq ul Najat, Egypt, 9:63

[21] البحر الرائق، ابن نجیم، زين الدين بن إبراهيم المصري (المتوفى: 970ھ)، دار الکتاب الاسلامی، بیروت، ط:2، س ن، ج:2، ص:173

Al-Bahr ur Raiq, Ibn e Nujaim, Zain ud din bin Ibrahim, Dar ul Kitab al-Islami, Beirut, 2:173

[22] صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج النيسابوري (المتوفى: 261هـ)، باب حكم من فرق أمرالمسلمين وهو مجتمع، رقم: 1852، دار إحياء التراث العربي، بيروت، س ن، ج:3، ص: 1479

Sahih e Muslim, Muslim bin Hajjaj, Hadith: 1852, Dar e Ihya e Turath Al-Arabi, Beirut, 3:1479

[23] فتویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی، فتویٰ نمبر، 18/1742، تاریخ 12 ستمبر 2015ء

Fatwa Jamia Dar ul Uloom Karachi, Fatwa no: 18/1742, 12Sep 2015.

[24] رویتِ ہلال اور اس کا شرعی ثبوت، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ط:1405ھ، ص:28

Royat e Hilal aur us ka Shari Suboot, Peer Muhammad Karam Shah Al-Azhari, Zia ul Quran Publications, Lahore, 1405AH, p:28